© rasailojaraid.com

احسان الٰہی ظہیر

قسط : ۲

موسیقی اور اسلام

آیت کے مفہوم پر اعتراض

بعض لوگ اس آیت کے مفہوم پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہاں لفظ "اشتریٰ" آیا ہے اور اشتریٰ کے معنی خریدنے کے ہوتے ہیں۔ اس لیے اس آیت سے غنا کے بارے میں استدلال درست نہیں کیونکہ غنا کو خریدا نہیں جاتا۔

جوابات

اولاً یہ اعتراض عموماً لغت عرب سے ناآشنائی کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عربی میں لفظ اشتریٰ صرف خریدنے کے معنوں میں ہی مستعمل نہیں بلکہ اور معنوں میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ امام قتادہ سے مروی ہے کہ

"اشتراء کا معنی استحباب ہے یعنی اشتریٰ ای استحب۔ محبوب رکھنا"

امام زمخشریؒ، قرطبیؒ، ابن حیانؒ، ابن کثیرؒ، طبریؒ اور علامہ آلوسیؒ نے اشتراء کے معنی "اختیار" کے لکھے ہیں۔

اسی طرح اشتراء کا معنی استبدال بھی آیا ہے یعنی تبدیل کرنا"

شواہد اللغت

ایک شاعر کہتا ہے ؎

بدلت بالجمة راسا ازعرا وبالثنايا الواضحات الدردرا

كما اشترى المسلم اذ تنصرا يعنی كما استبدل المسلم تبدیل کرنا۔

اسی طرح ابوذویب کہتا ہے ؎

وان تزعميني كنت اجهل فيكم

فاني اشتريت الحلم بعدك بالجهل

بمعنی اخترت۔ اختیار کرنا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شواہد القرآن

ثانیاً اگر الزامی طور پر یہ کہا جائے کہ یہ معترض قرآن سے بھی نا آشنا ہیں تو غلط نہیں ہوگا کیونکہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اشتری تبدیل، اختیار اور استحباب کے معنوں میں آیا ہے۔ پہلے پارے سے شروع ہو جائیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

أُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى [1]

حالانکہ گمراہی خریدی نہیں جاتی۔ تمام مفسرین یہاں یہ معنی کرتے ہیں کہ:

"وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو اپنا لیا"

اسی طرح:

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا [2]

یہاں بھی کفر و ایمان کے ساتھ اشتری کا لفظ لایا گیا ہے۔ جب کہ کفر و ایمان بھی خریدا اور بیچا نہیں جاتا۔

اور آگے چلیے:

أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ [3]

دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی کے ساتھ اشتری کا ذکر کیا گیا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

أُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ [4]

اس جگہ عذاب اور بخشش کو اشتری کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا جبکہ بخشش اور عذاب خریدنے بیچنے کی چیزیں نہیں۔ قرآن حکیم میں بے شمار مقامات پر اشتری کو اختیار، استحباب، استبدال کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

چنانچہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ

پر یہ اعتراض کہ یہاں اشتری کا لفظ غنا مراد لینے سے مانع ہے۔ سوائے بے علمی کے اور کچھ نہیں۔

جواب ثانی

اس کا ایک اور جواب بھی ہے جیسا کہ امام طبریؒ اور علامہ آلوسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ یہاں "لہو الحدیث" سے پہلے لفظِ ذات محذوف ہے۔ یعنی:

---

[1] البقرہ [2] آل عمران [3] النساء [4] البقرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ومن الناس من یشتری ذات لہو الحدیث أو ذا لہو الحدیث فیکون مشتریہ لہو الحدیث

یعنی اگر خریدنے کے معنے بھی لیے جائیں تو یوں معنے ہوں گے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ایسی چیزیں خریدتے ہیں کہ جو گانے بجانے کے لیے کام آتی ہیں جس طرح کہ پہلے زمانے میں لوگ گانے والی لونڈیاں خریدا کرتے تھے۔ یا۔ آج ہمارے دور میں ٹیلیویژن اور ریڈیو کو لے لیجئے وہ شخص جو انہیں اس نیت سے خریدتا ہے کہ ان سے گانا وغیرہ سنا کرے تو اس پر بالکل اس آیت کا مفہوم پورا اترتا ہے۔ اسی طرح گانے بجانے کے آلات وغیرہ۔ اس لیے امام طبریؒ نے لکھا ہے:

وَكِلَا الْمَعْنَيَيْنِ صَحِيحٌ اَلشِّرَاءُ وَالْاِخْتِيَارُ

- اور کیا آج لوگ گانا سننے کے لیے ٹکٹ نہیں خریدتے؟ مال و دولت کو نہیں لٹاتے؟
- اور نام نہاد صوفی گانا سننے کے لیے مجالس سماع کا نام لے کر گویوں کی ٹولیوں کو دور دور سے نہیں منگواتے؟
- اور پھر کیا یہ گانے والی ٹولیاں مفت آتی ہیں اور خالی گھر جاتی ہیں؟

اس آیت پر امام مکحولؒ کی روایت نقل کرنے کے بعد دوسری آیت کیطرف آتا ہوں۔ تفسیر السراج المنیر میں لکھتے ہیں۔

قَالَ مَكْحُوْلٌ تَحْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَلْغِنَاءُ مُنْفِدَةٌ لِّلْمَالِ مُسْخِطَةٌ لِّلرَّبِّ مُفْسِدَةٌ لِّلْقَلْبِ۔

کہ امام مکحول نے فرمایا غناء مال کو فنا، خدا کو ناراض اور دل کو فاسد کرنے والی بلا ہے۔

دوسری آیت۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ [1] یعنی تم قرآن مجید کی آیات پر تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں بلکہ گانے گاتے ہو۔

یہاں لفظ سمود قابل ذکر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔

اَلسُّمُوْدُ هُوَ الْغِنَاءُ فِيْ لُغَةِ حِمْيَرَ کہ بنو حمیر سمود کو گانے بجانے کے معنوں میں استعمال

---

[1] آخر سورہ نجم پارہ ۲۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتے ہیں۔

امام ابن جریرؒ اس لفظ کے معنی بیان کرتے ہوئے ابن عباسؓ سے باقاعدہ سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:

"سامدون، سمد سے ہے اور سمد یمن کے قبائل کے ہاں گانے کے معنوں میں آتا ہے۔"

نیز حضرت عکرمہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ:

"سامدون سے مراد آیت میں گانے بجانے والے ہی ہیں کیونکہ کفار کی یہی روش تھی کہ جب قرآن پڑھا جاتا تو وہ گانا سنا کرتے۔ فرماتے ہیں: اسی لیے یہ آیت نازل ہوئی۔"

امام زمخشری اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں:

"اسمدی لنا ای غنی لنا [1] یعنی عربی مقولہ ہے اسمدی اور اس سے مراد لیا جاتا ہے کہ ہمیں گانا سناؤ۔"

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

امام زمخشری کی تفسیر کشاف کو جو امتیاز حاصل ہے صرف اس وجہ سے ہے کہ زمخشری لغت وادب کا مسلم امام ہے جس قدر بھی بلاغت وفصاحت کے ماہر پیدا ہوئے وہ سب کے سب زمخشری کے خوشہ چین ہیں اور مسلک میں اختلاف رکھنے کے باوجود لغت میں اس کا سکہ مانتے ہیں اور یہاں تو صرف زمخشری ہی نہیں بلکہ تقریباً سبھی مفسرین جمع ہیں۔

ابن حیان کی بحر المحیط اٹھا کر دیکھئے وہ کتنے واضح انداز میں لکھتے ہیں:

"سَامِدُوْنَ عَنِ الْمُبَرِّدِ جَامِدُوْنَ وَكَانُوْا اِذَا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ غَنَّوْا تَشَاغُلاً عَنْهُ [2]

امام مبرد کہتے ہیں کہ سامدون کا معنی ہے جامدون۔ کیوں کہ لوگ جب قرآن کی آواز سنتے تو گانے بجانے میں مشغول ہو جاتے تاکہ قرآن کی آواز نہ سن پائیں۔"

اور بعینہٖ انہی معنوں میں علامہ آلوسی تھوڑے سے اضافہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهٗ يَقُوْلُ اَلسُّمُوْدُ مَعْنَاهُ الْغِنٰى کر سمود کے معنی غنا کے ہیں۔

---

[1] کشاف ج ۴ [2] بحر المحیط ج ۸ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیز لکھتے ہیں:

وَأخرج عبد الرزاق والبزار والبیهقی فی سننه وجماعة عن ابن عباس أنّه قال السّمود هو الغناء وكانوا إذا سمعوا القرآن تغنّوا تشاغلاً عنه وقیل یفعلون ذلك لیشغلوا الناس عن استماعه

مسند عبد الرزاق، مسند بزار، سنن بیہقی اور دیگر حدیث کی کتابوں میں ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ سمود کے معنی موسیقی کیا کرتے تھے کیونکہ جب قرآن پڑھا جاتا تو کفار گانا بجانا شروع کر دیتے تاکہ لوگوں کی توجہ قرآن حکیم سے ہٹا سکیں۔"

اور کیا آج یہی کچھ نہیں ہوتا۔ پورا پورا دن گانے سنتے ہوئے گزر جاتا ہے نہ نماز کی ہوش ہے نہ تلاوت قرآن کی۔ سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ایک ایسا گروہ بھی ہے جو موسیقی کو عبادت بنائے بیٹھا ہے اور بڑے دھڑلے سے کہتا ہے کہ سماع عین نماز ہے اور جو بیخودی و سرمستی اس سے پیدا ہوتی ہے وہ خدا تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے اور اس سے وہ راز کھلتے ہیں جو عالم ہوش میں ممکن نہیں۔

امام سفیان ثوریؒ بھی اس آیت میں سامدون سے گانا بجانا ہی مراد لیا کرتے تھے۔ نیز اپنے باپ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا روایت سے بھی استدلال کیا کرتے تھے۔ امام قرطبی اور صاحب روح البیان الشیخ حقیؒ امام ابن کثیرؒ اور دیگر مفسرین بھی اس کے معنی یوں ہی کرتے ہیں کہ السمود معناہ الغناء

امام ابن قیم نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:

"سمود کا جو بھی معنی لیا جائے وہ غنا کے معنی کو متضمن ہوگا۔"

لغت عرب سے شواہد

مفسرین اور ائمہ کے اقوال کے بعد لغت کی کوئی خاص احتیاج باقی نہیں رہ جاتی۔ لیکن ہم لغت سے بھی استفادہ کرتے ہیں تاکہ کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہ رہے کیونکہ کسی بھی زبان کے لفظ کی چھان بین کے لیے اس زبان کے لغات کی طرف ہی رجوع کیا جاتا ہے جیسا کہ پہلی آیت میں بھی کیا گیا۔

امام اللغۃ علامہ ابن منظور افریقی لسان العرب میں رقمطراز ہیں:

لہ روح المعانی ج ۲۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سَمَدَ سُمُوْدًا غَنّٰی سمد کا مصدر سمود ہے اور سمود کے معنی ہیں گانا بجانا۔

نیز لکھتے ہیں،

"وَ قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَ اَنْتُمْ سَامِدُوْنَ فُسِّرَ بِاللَّهْوِ وَ فُسِّرَ بِالْغِنَاءِ وَ يُقَالُ اُسْمُدِيْ لَنَا اَیْ غَنِّیْ لَنَا وَ اَيْضًا يُقَالُ لِلْقَيْنَةِ اُسْمُدِيْنَا اَیْ اَلْهِيْنَا بِالْغِنَاءِ" [1] کہ اللہ تعالیٰ کے قول و انتم سامدون کی تفسیر لہو اور غناء دونوں سے کی گئی ہے نیز اہل عرب کا مقولہ ہے کہ گانے والی کو کہا جاتا ہے اسمدینا ہمیں گانے سے بہلاؤ۔"

ابن منظور افریقی ان لوگوں میں سے ہیں جن کی بات حرفِ آخر سمجھی جاتی ہے اور جن کی لغت لسان العرب کو عربی لغات میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔

سید مرتضیٰ کی "تاج العروس" بھی ایک مقام رکھتی ہے بلکہ اساتذہ لغت کا کہنا ہے کہ اگر "لسان العرب" ماں ہے تو تاج العروس باپ ہے اور واقعی دیکھئے وہ کس انداز سے اعتراضات کو بھی مسلتے جاتے ہیں۔ تقریباً وہی کچھ کہتے ہوئے جو امام افریقی نے کہا ہے۔ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ومعنی السمود الغناء سمود کا معنی موسیقی ہے وَ زَادَ فِی الْاَسَاسِ لِاَنَّ الْمُغَنِّیَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَ يَنْصِبُ صَدْرَهٗ [2]

کوئی یہ نہ کہے کہ سمود رفع راس اور نصب صدر کا نام ہے اس لیے کہ گانے والا جب گاتا ہے تو سر اور سینہ اٹھا کر رکھتا ہے۔ و قولہ عز وجل و انتم سٰمِدُوْنَ فُسِّرَ بِالْغِنَاءِ۔

چنانچہ اَنْتُمْ سَامِدُوْنَ کا ترجمہ غنا ہوگا۔

عربی شاعر ابو زبید کا شعر اس پر دال ہے ؎

وَكَانَ الْعَزِيْفُ فِيْهَا غِنَاءً لِلنَّدَامٰی مِنْ شَارِبٍ مَسْمُوْدٍ

امام ابو عبیدہ لکھتے ہیں:

اَلْمَسْمُوْدُ الَّذِیْ غُنِّیَ لَهٗ جس کو گانا سنایا جائے اسے مسمود کہتے ہیں۔

---

[1] لسان العرب ج ۲ [2] تاج العروس ج ۲

© rasailojaraid:com

© rasailojaraid.com

القصہ یہ قرآن حکیم کی دوسری آیت ہے جس میں واضح طور پر غناء کی مذمت کی گئی ہے کہ یہ کفار کا فعل ہے، مسلمانوں کا نہیں۔ بلکہ اس آیت میں کنایۃً دو گروہوں کا ذکر ہے اور پھر ان دونوں گروہوں کے شعار و علامات کا تذکرہ ہے کہ مومن و مسلمان جب قرآن سنتا ہے تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے پُرنم ہو جاتی ہیں اور دوسرا گروہ جب قرآن کی آیات سنتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے، اس سے روگردانی کرتا ہے اور گیت وسنگیت میں مستغرق رہتا ہے چنانچہ خداوند قدوس اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا [1]

مومن وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پگھل جاتے ہیں اور جب انہیں قرآن حکیم سنایا جاتا ہے تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

نیز فرمایا:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ [2]

جب وہ قرآن حکیم کو سنتے ہیں تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح دوسرے گروہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَا لَھُمْ عَنِ التَّذْکِرَۃِ مُعْرِضِیْنَ کَاَنَّھُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَۃٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَۃٍ [3]

یعنی وہ قرآن سن کر اس طرح بدکتے ہیں جیسے گدھا شیر سے بدکتا ہے۔

الغرض اس آیت سے بھی واضح طور پر غنا و موسیقی کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

اس سلسلہ کی تیسری آیت آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

(جاری ہے)

---

[1] سورہ انفال پ ۹ [2] سورہ انعام شروع پ ۷ [3] آخر سورہ مدثر

© rasailojaraid.com